INSIGHT OF QURAN
EDUCATION FOR WOMEN

/INSIGHTOFQURAN

WHERE TRUTH STAND ALONE

کربلا: حق کی آخری حد

حق تنہا تھا، مگر شکستہ نہیں تھا

EP:01

اندھیری رات، ایک خط اور ضمیر کا امتحان

Swipe>>

تصور کریں کہ

رجب 60 ہجری کی ایک خاموش رات۔
مدینہ منورہ پر سکوت طاری ہے۔
گلیوں میں صرف ہوا کی سائیں سائیں ہے اور دور کہیں سے کسی گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز آرہی ہے۔ مسجدِ نبوی کے صحن میں ایک چراغ جھلملا رہا ہے، جہاں نواسۂ رسول، حضرت امام حسینؑ تسبیح ہاتھ میں لیے گہری سوچ میں ڈوبے ہیں۔
لیکن اسی خاموشی کے پیچھے دمشق سے آنے والا ایک ایسا طوفان چھپا ہے، جو چند گھنٹوں میں مدینہ کی فضا کو ہمیشہ کے لیے بدلنے والا ہے۔

تھوڑا پیچھے چلتے ہیں۔

دمشق کے شاہی محل میں ایک طاقتور حکمران، امیر معاویہ رخصت ہو چکے ہیں اور ان کا بیٹا یزید تختِ حکومت پر بیٹھ چکا ہے۔ یہ کوئی عام تبدیلی نہیں تھی۔ یہ اس اسلام کے سیاسی نظام کا جنازہ تھا جسے خلافت کہتے ہیں، اور اب اس کی جگہ "ملوکیت" یعنی خاندانی بادشاہت لے رہی تھی۔

یزید جانتا تھا کہ جب تک وہ جوان، جس کی رگوں میں علیؑ اور فاطمہؑ کا خون دوڑ رہا ہے، اس کے سامنے سر نہیں جھکاتا، اس کی بادشاہت ادھوری ہے۔ وہ جانتا تھا کہ دنیا حسینؑ کی خاموشی کو بھی یزید کی ہار سمجھے گی۔

چنانچہ، دمشق سے ایک قاصد گھوڑا دوڑاتا ہوا مدینہ پہنچتا ہے۔
اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا، لیکن انتہائی خطرناک خط ہے، جو
یزید نے مدینہ کے گورنر ولید بن عتبہ کو لکھا تھا:

جیسے ہی یہ خط ملے، حسین بن علی کو جکڑ لو۔ ان
سے بیعت لو۔ اگر وہ انکار کریں تو پھر کسی مہلت کی
ضرورت نہیں، ان کا سر قلم کر کے دمشق بھیج دو۔

(حوالہ: تاریخ طبری)

گورنر ولید کا رنگ اڑ چکا ہے۔
رات کا پچھلا پہر ہے۔
وہ مروان بن حکم کو مشورے کے لیے بلاتا ہے۔ مروان (جو اقتدار
کا بھوکا اور سفاک ہے) کہتا ہے: اگر حسینؑ کو رات کے اندھیرے
میں قابو نہ کیا، تو صبح ہوتے ہی پورا مدینہ ان کے پیچھے کھڑا ہو جائے
گا۔ ابھی بلاؤ اور ابھی فیصلہ کرو۔

اب تصور کریں کہ آپ مسجدِ نبوی میں ہیں، امام حسینؑ کے پاس ایک قاصد آتا ہے اور کہتا ہے: یاابنِ رسول اللہ! گورنر نے آپ کو اسی وقت دارالامارہ (گورنر ہاؤس) بلایا ہے۔

امامؑ قاصد کی آنکھوں میں خوف اور رات کے اس بلاوے کا مقصد سمجھ جاتے ہیں۔ وہ کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کا چہرہ پر سکون ہے، لیکن آنکھوں میں ایک عزم ہے۔ وہ اپنے بھائی عباسؑ، اپنے بیٹوں اور جوانوں کو اکٹھا کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

اپنے ہتھیار سنبھال لو۔ میرے ساتھ گورنر ہاؤس چلو۔ میں اندر جا رہا ہوں، تم دروازے پر پہرا دو۔ اگر میری آواز بلند ہو، تو تلواریں سونت کر اندر آ جانا، ورنہ خاموش رہنا۔

آپ گورنر ہاؤس کے اس بڑے، تاریک کمرے میں داخل ہوتے ہیں۔
ایک طرف موم بتیاں جل رہی ہیں۔ گورنر ولید پریشان بیٹھا ہے،
دوسری طرف مروان کی حاسد آنکھیں چمک رہی ہیں۔ امام حسینؑ
پورے وقار کے ساتھ داخل ہوتے ہیں۔

ولید لرزتی آواز میں یزید کا خط پڑھتا ہے اور کہتا ہے: حسین! یزید کی
بیعت کرلیجیے، اسی میں عافیت ہے۔

امامؑ مسکراتے ہیں اور کہتے ہیں: ولید! مجھ جیسا شخص رات کے اندھیرے
میں چھپ کر بیعت نہیں کرے گا۔ صبح ہونے دو، جب سب لوگ جمع
ہوں گے، میں بھی آؤں گا۔

ولید ماننے ہی والا تھا کہ مروان اپنی کرسی سے اچھلا اور چلایا: ولید! پاگل
مت بنو! اگر حسین یہاں سے نکل گئے تو دوبارہ ہاتھ نہیں آئیں گے۔
انہیں قید کرو، یا یہیں ان کی گردن اڑادو!

اب یہاں کہانی کا کلائمیکس (Climax) آتا ہے:
مروان کی یہ گستاخی سن کر شیر خدا کے بیٹے کا جلال جاگ اٹھتا ہے۔ امامؑ مروان کی طرف رخ کرتے ہیں، ان کی آواز کمرے میں گونجتی ہے:
اے مروان! تو مجھے قتل کرے گا؟ خدا کی قسم، تو نے جھوٹ بولا ہے
پھر آپ ولید کی طرف مڑتے ہیں اور وہ جملہ کہتے ہیں جو دنیا کے ہر نوجوان کے لیے ضمیر کا مینی فیسٹو (Manifesto) ہے:
اے ولید! ہم نبوت کا گھرانہ ہیں، رحمت کے فرشتے ہمارے ہاں آتے ہیں اور یزید؟ یزید ایک فاسق ہے، شرابی ہے، معصوموں کا قاتل ہے اور کھلم کھلا گناہ کرتا ہے۔ مجھ جیسا شخص، یزید جیسے کی بیعت کبھی نہیں کر سکتا!
(حوالہ: مقتل الحسین، ابو مخنف)

یہ صرف ایک انکار نہیں تھا۔ یہ متبادل (Alternative) کا خاتمہ تھا۔ یہ یوتھ کے لیے ایک پیغام تھا کہ جب اصولوں پر آنچ آئے، تو دنیا کا سب سے بڑا وی آئی پی (VIP) سٹیٹس اور اقتدار بھی تمہارے ضمیر سے بڑا نہیں ہو سکتا۔

آج کی نوجوان نسل اس بات پر غور کرے: امام حسینؑ اگر بیعت کر لیتے، تو وہ مدینہ کے سب سے امیر، سب سے محترم اور عیش و آرام کی زندگی گزارنے والے انسان ہوتے۔ ان سے کوئی نماز، روزہ یا حج نہیں چھین رہا تھا۔

امام حسینؑ دارالامارہ سے باہر نکلتے ہیں۔

مدینہ کی ٹھنڈی ہوا ان کے چہرے کو چھوتی ہے۔ انہیں معلوم ہے کہ اب اس شہر میں ان کا رہنا ناممکن بنا دیا جائے گا۔ اب ایک طویل، کٹھن اور خون آشام سفر کا آغاز ہونے والا ہے۔

اگلی قسط:

جب اپنے ہی نانا کا شہر چھوڑنا پڑے۔

امام حسینؑ رات کے اندھیرے میں اپنی ماں فاطمہؑ اور نانا کے روضے پر کیوں جاتے ہیں؟ وہ الوداعی منظر کیسا تھا جب پورا خاندان مدینہ چھوڑ رہا تھا؟